سلسلہ شہادت فی الاسلام

اسلام دین جہاد، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی الجہاد اور جہاد تا قیام قیامت جاری اور باقی رہنے والا ہے۔ جنت مجاہدین سے بھری ہوگی اور حضور اکرم ﷺ کے عم بزرگوار سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ سید الشہداء کی کرسی پر تشریف فرما ہوں گے۔ مجھے حیرت ہوتی ہے کہ امریکہ کے نیٹ میں جہاد کا نام سن کر کیوں مروڑ اٹھتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں سرد جنگ کے زمانے میں، اسے روس اور چمن کے کمیونزم نے ہر میدان میں جوتے مارے۔ آخر الامر افغانستان میں، مجاہدین اسلام اس کے کام آئے۔ اس نے نہ صرف روس سے سکور برابر کیا بلکہ روس کو توڑ کر رکھ دیا۔ کمیونزم بطور نظریہ حیات بھی مر گیا امریکی ہتھیار، ہمیشہ ہر میدان میں روسی ہتھیاروں سے شکست کھاتے رہے مگر جب مجاہدین اسلام کے ہاتھ لگے تو امریکہ کو پہلی فتح نصیب ہوئی۔

یہی وہ وقت تھا جب امریکہ اسلام کی قوت جہاد سے خوف زدہ ہو کر مسلمانوں کو مارنے، مٹانے اور انہیں دہشت گرد ٹھہرانے لگا اور اس منصوبہ بندی میں جہاد کو اپنا بدترین ہدف بنایا اور ممالک اسلامیہ کی نصابی کتب میں جہاد، فلسفہ جہاد اور احکام جہاد کی تخریج کرانے لگا اور کامیاب بھی ہوا۔ ہمارے ہاں یہ کام صدر مشرف کے زمانے میں ہوا۔ علمائے اسلام کی شدید مزاحمت کے باوجود مشرف نے امریکی خواہش کی تکمیل میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ حالانکہ صورتِ حال اس کے برعکس ہے۔ امریکہ، القاعدہ، داعش اور تحریک طالبان کو دہشت گرد کہتے نہیں تھکتا۔ آج ہی کے اخبارات میں سابق افغان صدر حامد کرزئی کا بیان چھپا ہے کہ امریکہ افغانستان میں داعش کا خالق ہے یہاں تک کہ اب انہیں پاکستان کی سرحد تک پہنچانے کیلئے انہیں فضائی سہولیات بھی فراہم کرتا ہے۔ ہمیں گھورتا ہے، ڈومور کا حکم دیتا ہے۔ حقانیوں کے خلاف فوجی کاروائی کا درس دیتا ہے مگر خود اپنے وائٹ ہاؤس میں انہی حقانیوں کی میزبانی کرتا ہے۔ یوں خدا کی ساری زمین پر سارا فساد امریکہ کا برپا کردہ ہے۔

عاشورہ محرم

الحمدللہ عاشورہ محرم اپنی ساری تقریبات کے ساتھ بخیر وخوبی انجام پذیر ہوا اور دس محرم ہمارے لیے ہر سال پیغام رنج والم لے کر آئے ہیں۔ سرمایہ اسلام میں جو نقصان سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت سے واقع ہوا، وہ حقیقتاً اتنا بڑا تھا کہ تاریخ پکار اٹھی کہ اگر اسلام کو عمر رضی اللہ عنہ جیسا ایک اور خلیفہ میسر آجاتا تو روئے زمین پر اسلام کے سوا کوئی دوسرا دین باقی نہ رہتا۔ اسی طرح اگر محرم کو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اپنے اہل وعیال اور انصار و

اعیان کے ساتھ اپنی شہادت کے خون سے رنگین نہ کرتے تو امتِ محمدیہ کی ایکتا پر وہ ضرب نہ لگتی جس کے نتیجے میں امہ مستقل طور پر دو ٹکڑے ہوئی۔ شہادت فاروقی، کے بعد شہادت عثمانی، اس کے بعد ساڑھے پانچ سال سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان خونی لڑائیاں نہ ہوتیں تو فتوحاتِ اسلامیہ سے، تاریخ ایسی معمور ہوتی کہ دیگر کسی فتح کے ذکر کیلئے جگہ اور کوئی صفحہ ہی نہ ہوتا۔ اگر یہ جنگیں نہ ہوتیں تو تاریخ اس نقصان پر نوحہ نہ کرتی، جو شہادت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے، تاریخ اسلام میں واقع ہوتا کیونکہ فاتح خیبر، شیر خدا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ذوالفقار کو اگر داخلی خلفشار کا سامنا نہ ہوتا تو وہ میدان جہاد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کمی پوری کر دیتے اور اس خاکدان ہستی پر اسلام کا نور ایسے پھیلتا کہ اس کی تابانیوں سے صحراؤں کے ذرات بھی جگمگا اٹھتے۔ تاریخ اگر مگر سے بنتی ہے۔ مرضی مولا از ہم اولیٰ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

واقعہ کربلا پر جتنا کچھ لکھا پڑھا جا چکا ہے کہ شہادت فاروقی سے لے کر شہادت حسینی تک کے دردناک حقائق پر اب کوئی پردہ باقی نہیں ہے۔ میزان عدل قائم ہے۔ کوئی بھی قاری اگر افراط و تفریط کا شکار نہ ہو اور تعصب کی عینک اتار کر ان حقائق کو دیکھے تو یقیناً اتنا پتا چل جاتا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلین کا سلسلہ نسب نصب العین بھی ایک ہی تھا۔ فتوحاتِ اسلامیہ کے سیلابِ بلا خیز کو روکنا اور امتِ محمدیہ کی اخوت اور ایکتا کو مٹانا! یہ کوئی سبائیوں کی کارستانی تھی جنہوں نے 30 ہزار خطوط سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو بھیجے، بیعت کے وعدے کیے، تاریخ یہاں تک شہادت دیتی ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بزرگوں اور دوستوں نے خبردار کر دیا تھا۔ کوفیوں پہ مت جائیو، ان کی زبانیں تمہارے مگر تلواریں بنو امیہ کے ساتھ ہیں۔ مسلم بن عقیل رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر حسین رضی اللہ عنہ کے نام پر بیعت کرنا اور اگلے ہی روز ان کا سر کاٹ کر گورنر کوفہ کو پیش کر کے انعام کی رقم وصول کر لینے کا کام کوفیوں نے ہی تو کیا تھا۔ ناجی اور ناری کے فیصلے میدان حشر میں اللہ احکم الحاکمین خود کریں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے کسی کو کافر نہ کہو کیونکہ اگر اس میں اسلام ہے تو تم نے اسلام کو کفر کہا ہے۔ امیر یزید اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا معاملہ کوئی چھوٹا موٹا واقعہ نہیں۔ حسین رضی اللہ عنہ تو جنت کے نوجوانوں کے سردار ہوں گے ان کا معاملہ عشرہ مبشرہ سے بھی بڑھ کر رہے۔ رہا یزید تو یقیناً وہ معرض حساب میں کھڑے ہوں گے اور اہل سنت کے امام ابوحنیفہؒ امیر یزید کے متعلق خاموشی کا حکم دیتے ہیں شیعہ کا تو معاملہ الگ ہے۔ کم از کم اہل سنت اور خاص طور پر بریلوی اپنے امام بلکہ امامِ اعظم کا حکم نہ بھول جائیں۔ ہم چاروں طرف سے گھرے ہیں۔

علی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کزن اور داماد ہیں تو معاویہ آپ کے برادر نسبتی ہیں۔ علی رضی اللہ عنہ کی طرح

معاویہ رضی اللہ عنہ بھی کاتبان وحی میں سے ہیں۔ فتح مکہ کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سسر حضرت ابوسفیان کے گھر کو دارالامن قرار دیا تھا۔ ابوبکر، سیدہ عائشہ کے باپ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سسر تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیوی اور ام المومنین جس شمر کو پانی پی پی کر گالیاں دی جاتی ہیں وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا برادر نسبتی ہے۔ ہمارے شیعہ جو جی میں آئے کہہ دیتے ہیں مگر ہم سخت پابندیوں کے قیدی ہیں بڑی زیادتی کرتے ہیں۔ نہیں جانتے کہ کوئی جنگ کسی دین کا نقطہ آغاز نہیں ہوسکتی۔ ہمارا موقف اعتدال حقیقت پر ہے۔ ہم خلافت راشدہ کا سلسلہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت پر ختم کرتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کشمکش کو جانبین کی اجتہادی غلطی کہہ کر معاملہ ختم کر دیتے ہیں کیونکہ یہ معاملات اتنے حساس ہیں کہ ایک لفظ کے غلط استعمال سے بھی ایمان ضائع ہوجانے کا خدشہ ہے۔

ہم دعا کرتے ہیں، دس محرم جس طرح اس سال امن وسلامتی سے گزر گیا ہے، ہر سال اسی طرح امن اور بھائی چارے کی فضا میں گزرا کرے۔ آمین

جرم جو چھت پر چڑھ کر کیا جاتا

حکومت ملامت کا اولین ہدف مسلمہ طور پر ہے۔ ہر پتنگ بازی میں والدین بھی مجرم ہیں۔ اس کے دھاتی اور ماجھائے تار اور ڈوریاں روزانہ کی بنیاد پر ماؤں کے سامنے ان کے کٹی گردنوں والے بیٹوں کو لا ڈالتی ہیں مگر مائیں اپنی ذمہ داری سے غافل ہیں۔ ایک ماں اپنے بچے کو پیسے دیتی ہے اور دوسری ماں کا بچہ ذبح کرا دیتی ہے اور عین ممکن ہے کہ اگلے دن کوئی دوسری ماں اس کے بیٹے کی لاشہ اس کے سامنے ڈال دے۔ مگر یہاں کون کسی کی سنتا ہے۔ جس سوسائٹی کی مائیں اتنی غیر ذمہ دار ہو جائیں اس کے انجام بد کا اندازہ کر لینا کچھ مشکل نہیں۔

ڈور کو ماجھا لگانے کا کام لاہور کے قدیم باغوں میں سرعام ہوتا ہے۔ چاہیے کہ پولیس وہاں کاروائی کرے۔ ہزارہا گھرانے پتنگ سازی کے پیشہ پر پلتے ہیں۔ اسے کاٹیج انڈسٹری کا درجہ حاصل ہے۔ پولیس کو سب کچھ معلوم ہے مگر وہ ایکشن اس وقت لیتی ہے جب کسی بچے کی گردن کٹتی ہے۔ بچے پتنگ بناتے نہیں صرف اڑاتے ہیں۔ دکاندار پتنگ بیچتے ہیں۔ ڈور، انڈیا سے سمگل ہو کر آتی ہے۔ پولیس کو ان ظالم دکانداروں پر ہاتھ ڈالنا چاہیے بلکہ چاہیے کہ سزا بچوں کو نہ دیں بلکہ والدین کو دیں۔ بچوں کو پکڑنے کیلئے جب پولیس چھتوں پر چڑھتی ہے تو بچے بے محابا چھلانگیں لگا دیتے ہیں اور مرتے ہیں اور جب مرتے ہیں تو میڈیا پولیس کے ظلم کی داستانیں تراشنے میں لگ جاتا ہے اور سارا ملبہ حکومت پر ڈال دیتا ہے۔ کیا اہل دانش اس حد درجہ افسوسناک صورتِ حال کا کوئی علاج تجویز کر سکتے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ۔